دسویں سالانہ اجلاس کی کارروائی

خودمختار کسان خودمختار پاکستان!

خوراک کی خودمختاری کے لیے پی کے ایم ٹی کی دس سالہ جدوجہد!

پاکستان کسان مزدور تحریک

لوک ورثہ، اسلام آباد

اکتوبر، 2017

دسویں سالانہ اجلاس کی کارروائی

خود مختار کسان خود مختار پاکستان!

خوراک کی خود مختاری کے لیے پی کے ایم ٹی کی دس سالہ جدوجہد!

پاکستان کسان مزدور تحریک

لوک ورثہ، اسلام آباد

اکتوبر، 2017

پاکستان کسان مزدور تحریک

روٹس فار ایکوٹی نے 2008 میں کسانوں کے سیاسی و معاشی حالات کے ادراک اور اس کی بنیاد پر کسانوں کو منظّم کرنے کے لیے ملک گیر سطح پر سیاسی تعلیمی پروگرام کا آغاز کیا۔ سیاسی تعلیمی آ گہی کے اس پروگرام کا مقصد چھوٹے اور بے زمین کسانوں کو زراعت کے حوالے سے درپیش مسائل سے نمٹنے کے لیے ایک پلیٹ فارم پر منظّم کرنا تھا تاکہ ان کے مسائل کے حل کے لیے مشترکہ طور پر کوئی لائحہ عمل مرتب کیا جاسکے۔ اس منصوبے کے تحت کسان مزدوروں کے حقوق، خوراک کی خود مختاری، پائیدار زراعت اور موسمی انصاف کے موضوعات پر تفصیلی تربیتی پروگرام ترتیب دیئے گئے جس کے نتیجے میں ایک مرکزی کور گروپ کا قیام عمل میں لایا گیا، جس کے ذمہ اس کام کو ملک بھر میں پھیلانا ہے۔

پہلے مرحلے میں پروگرام کا آغاز ملک کے تین صوبوں (سندھ، پنجاب، خیبرپختونخوا) کے دو دو اضلاع سے کیا گیا، بعد ازاں چند سالوں کے لیے بلوچستان کو بھی اس عمل میں شامل کیا گیا۔ سیاسی تعلیمی آ گہی پروگرام کے دوسرے مرحلے میں صوبائی سطح پر تربیت کا آغا کیا گیا جس کے نتیجے میں تمام صوبوں میں صوبائی کور گروپس کی تشکیل عمل میں آئی۔ صوبائی کور گروپ صوبے بھر میں اپنے کام کو پھیلانے کا ذمہ دار قرار پایا۔ آج پاکستان کسان مزدور تحریک ملک کے 16 اضلاع میں موجود ہے جہاں اس کے کارکن، کسانوں خاص طور پر بے زمین کسانوں کے ساتھ سیاسی شعور، عملی جدوجہد اور تحقیقی سرگرمیوں میں سرگرم عمل ہیں۔

2008 سے تحریک کا سالانہ اجلاس باقاعدگی سے منعقد ہورہا ہے۔ پی کے ایم ٹی کا پہلا سالانہ اجلاس پاکستان کسان سنگت کے نام سے 2008 میں لاہور میں منعقد ہوا جس میں چاروں صوبوں سے تقریباً 100 کسانوں نے شرکت کی۔ 2009 میں اس اتحاد کے باقاعدہ نام پر ابتدائی بحث ومباحثہ کا آغاز کیا گیا اور 2010 کے سالانہ اجلاس میں متفقہ طور پر اس اتحاد کا نام ''پاکستان کسان مزدور تحریک'' طے پایا۔ اجلاس میں چاروں صوبوں سے ایک ایک صوبائی رابطہ کار کا چناؤ بھی عمل میں آیا۔ 2011 کے

سالانہ اجلاس میں مرکزی رابطہ کار کا چناؤ کیا گیا اور 2011 میں ہی پی کے ایم ٹی آئین پر کام کا آغاز ہوا جسے متفقہ طور پر 2012 میں منظور کیا گیا۔ آئین کے تحت ہر دو سال بعد مرکزی رابطہ کار، صوبائی رابطہ کار اور ضلعی رابطہ کار کا چناؤ عمل میں آتا ہے۔ موجودہ اشاعت میں دسویں سالانہ اجلاس 2017 کا ایک جائزہ پیش کیا گیا ہے۔

ابتدائی تقریب

پاکستان کسان مزدور تحریک (پی کے ایم ٹی) کا دسواں سالانہ اجلاس 15، 16 اکتوبر، 2017 کو لوک ورثہ، اسلام آباد میں منعقد کیا گیا۔ اجلاس میں ملک بھر کے مختلف اضلاع سے پی کے ایم ٹی کے کارکنان نے شرکت کی۔ نظامت کے فرائض پی کے ایم ٹی پنجاب کے کارکن ظہور جوئیہ نے ادا کیے۔

تعارفی کلمات

الطاف حسین

پی کے ایم ٹی کے مرکزی رابطہ کار الطاف حسین نے تمام شرکاء کو خوش آمدید کہتے ہوئے کہا کہ میں تہہ دل سے تمام پی کے ایم ٹی کے کارکنان اور دیگر شرکاء کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ آج پی کے ایم ٹی کی جدوجہد کو دس سال ہوگئے ہیں، اس دوران ہم نے تکلیفیں بھی اٹھائیں لیکن ہم پیچھے نہیں ہٹے۔ اپنے مقصد کے حصول کے لیے ہماری کوششیں جاری ہیں اور ہمیں یقین ہے کہ ہم متحد ہو کر آگے بڑھیں گے تو کوئی ہمیں طاقت کے زور پر منزل حاصل کرنے سے روک نہیں سکے گا۔ پی کے ایم ٹی چھوٹے اور بے زمین کسانوں کی نمائندہ جماعت ہے جو پسے ہوئے طبقے کے حقوق کی بات کرتی ہے۔ پی کے ایم ٹی زمین کی منصفانہ اور مساویانہ تقسیم پر یقین رکھتی ہے جس کے لیے ہم جدوجہد کرتے رہیں گے اور آگے بڑھتے رہیں گے۔

پہلا سیشن:

خوراک کی خودمختاری: دیہی عورت کا کردار اور جدوجہد

خوراک کی خودمختاری میں عورت کا کردار

عذرا طلعت سعید

ڈاکٹر عذرا طلعت سعید نے پہلے سیشن کے آغاز پر خوراک کی خود مختاری میں عورت کے کردار کے موضوع پر بات کرتے ہوئے کہا کہ میں تمام دیہی عورتوں کو ان کے عالمی دن پر مبارکباد دیتی ہوں۔ آج یہاں شہری نہیں دیہی مزدور کسان بیٹھے ہیں جن میں عورتوں کی تعداد انتہائی کم ہے۔ یہ بہت دکھ کی بات ہے کہ عورت سے سخت سردی اور گرمی میں کھیتوں میں تو کام لیا جاتا ہے لیکن اس طرح کے جلسے میں آنے سے روک دیا جاتا ہے۔ اگر عورتوں کا یہاں آنا بری بات ہے تو پھر وہ کھیتوں میں بھی کیوں جاتی ہیں، کیوں گندم کاٹتی ہیں اور سبزیاں کیوں اگاتی ہیں؟

عالمی ادارہ برائے خوراک و زراعت (FAO) کے مطابق دنیا میں بھوک کے شکار افراد کی تعداد میں چار کروڑ کا اضافہ ہوگیا ہے جس کے بعد یہ تعداد تقریباً 82 کروڑ ہوگئی ہے۔ بھوک کے شکار ان افراد میں سے 54 کروڑ افراد ایشیائی ممالک میں رہتے ہیں جن میں پاکستان بھی شامل ہے۔ پاکستان کے دیہات میں بھی غربت اور بھوک ہے۔ اس کی وجہ یہ نہیں کہ ہماری زمین زرخیز نہیں ہے یا

یہاں پر فصلیں نہیں اگتیں بلکہ اس کی وجہ جاگیردار اور سرمایہ دار طبقہ ہے جو یہاں کی زمین اور دیگر پیداواری وسائل پر قابض ہے۔ اس ملک میں گندم، چاول، گنا اور پھل سبزیاں وافر مقدار میں پیدا ہوتی ہیں پھر بھی یہاں بھوک ہے، عورتیں خون کی کمی کا شکار ہیں۔ جہاں ہر طرح کی خوراک پیدا ہوتی ہو وہاں بھوک اور غذائی کمی کا ذمہ دار جاگیرداری اور سرمایہ داری نظام ہے۔ سرکاری گوداموں میں گندم سڑ جاتی ہے لیکن بھوک و غذائی کمی کے شکار عوام کو نہیں دی جاتی جبکہ دوسری طرف حکومت کی جانب سے سرمایہ داروں کو لاکھوں روپے کی زرتلافی دی جاتی ہے تاکہ گندم برآمد کی جاسکے۔

ان مسائل کا حل خوراک کی خود مختاری کا نظریہ اپنانے میں ہے۔خوراک کی خود مختاری چار چیزوں سے پہچانی جاتی ہے۔ سوچ یعنی نظریہ، اصول جو کبھی نہیں بدلتے، حق اور جدوجہد۔ جب بھی ہم خوراک کی خود مختاری کی تعریف کریں تو بتائیں کہ دیہی عورتوں کے حقوق کی پاسبانی ہماری جدوجہد کا حصہ ہے۔ خوراک دنیا میں آنے والے ہر انسان کا حق ہوتا ہے جسے چھینا نہیں جاسکتا۔ کسان کا حق صرف کھانا نہیں اگانا بھی ہے اور کسانوں سے یہ حق کوئی جاگیردار یا کوئی کمپنی نہیں چھین سکتی۔

دیہی عورت: پالیسی سازی اور عمل درآمد

سارہ زمان

مہمان مقرر محترمہ سارہ زمان نے دیہی عورت اور پالیسی سازی کے موضوع پر بات کرتے ہوئے کہا کہ دیہات میں عورتوں میں خون کی کمی، غذائی کمی اور دیگر مسائل کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ کسانوں کے پاس پیداواری وسائل نہیں ہیں، ذریعہ معاش نہیں ہے۔ پاکستان میں 32 فیصد کسانوں کے پاس ایک ہیکٹر (تقریباً ڈھائی

ایکڑ) سے زیادہ زمین نہیں ہے۔ دنیا بھر میں 40 کروڑ عورتیں زمین پر کام کرتی ہیں جن کی 60 سے 70 فیصد تعداد ایشیا میں ہے۔ اسی طرح پاکستان میں بھی دیہی عورتیں 12 سے 15 گھنٹے کام کرتی ہیں جن کی اکثریت بے زمین ہے۔ صرف دو فیصد عورتوں کے پاس زمین ہے حالانکہ ملک کی آدھی آبادی عورتوں پر مشتمل ہے۔ جن عورتوں کے پاس تھوڑی بہت زمین ہے بھی تو اس پر ان کا اختیار نہیں ہوتا۔ نہ وہ اپنی مرضی سے زمین بیچ سکتی ہیں نا ہی ٹھیکہ پر دے سکتی ہیں۔ پاکستان میں کسان عورت، مرد کسان سے بھی زیادہ بدتر حالات کا شکار ہے اور یہ صورتحال تقریباً پوری دنیا میں ہے۔ عورتوں کو تحفظ دینے، کسانوں کو تحفظ دینے کے لیے قوانین تو موجود ہیں، جیسے کہ ٹیننسی ایکٹ، لیکن ان قوانین پر عملدرآمد نہیں کیا جاتا۔

پاکستان میں معذور عورت کے مسائل

ابیہہ اکرم

معذور عورتوں کے مسائل پر بات کرتے ہوئے مہمان مقرر محترمہ ابیہہ اکرم نے کہا کہ پاکستان میں 10 سے 15 فیصد معذور افراد ہیں، جن کی آدھی تعداد عورتوں پر مشتمل ہے۔ عموماً یہ سمجھا جاتا ہے کہ معذوری اللہ کی طرف سے ایک سزا ہے یا معذور لوگ اللہ والے ہیں۔ یہی دو وجوہات ہیں جن کی وجہ سے معذور افراد گھروں میں بند رہتے ہیں، خصوصاً عورتوں کو گھروں میں ایک طرف بٹھا دیا جاتا ہے اور ایک طرح سے انہیں گھر میں ہی قید کی سزا دے دی جاتی ہے۔ معذور ہونا کوئی خراب بات نہیں، جس طرح کسی مرد کو اپنے مرد ہونے اور عورت کو اپنے عورت ہونے پر فخر ہے اسی طرح ہمیں بھی معذور ہونے پر فخر ہے کہ یہ معذوری ہماری شناخت ہے۔ یہاں

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ معذور افراد کی مشکلات حل کرنے کے لیے ہم نے اب تک کیا سوچا ہے؟ معذوروں کے لیے موجودہ حالات کو تبدیل کرنے میں ہمارا کیا کردار ہے؟ اکثر قدرتی آفات میں لوگ معذور افراد کو گھر پر ہی خدا کے بھروسہ چھوڑ دیتے ہیں لیکن مویشی ساتھ لے جاتے ہیں جو ان کے کام آتے ہیں۔ ہمیں سوچنا چاہیے کہ ہم کس طرح انہیں کھانے اور دیگر ضروریات زندگی کے لیے بہتر سہولیات فراہم کرسکتے ہیں۔ ہم گھر میں بیت الخلا ہی ایسا بناسکتے ہیں جسے معذور افراد بغیر کسی کی مدد کے باآسانی استعمال کرسکیں۔ ایسی کئی ضروری سہولیات ہیں جو کہ حکومت پر فرض ہے کہ وہ معذور افراد کے لیے فراہم کرے۔

دیہی عورتوں کے مسائل اور ان کا ردعمل

پٹھانی

پی کے ایم ٹی ضلع ٹنڈو محمد خان کی رکن پٹھانی نے دیہی عورتوں کے مسائل پر بات کرتے ہوئے کہا کہ کسان عورتیں صبح سے شام تک زمین پر کام کرتی ہیں لیکن ان کے کام کی اجرت گھر کے مردوں کو دی جاتی ہے۔ کپاس کی چنائی ہو یا گندم اور گنے کی کٹائی سخت محنت کرنے والی عورتوں کو اپنی ہی اجرت پر اختیار نہیں ہوتا۔ کسان مزدور عورت بیمار ہو جائے تو علاج کے لیے اپنے خاوند یا بھائی کی محتاج ہوتی ہے۔ اکثر بیماری کے باوجود بھی عورتوں کو کپاس کی چنائی اور گنے کی کٹائی کا کام جاری رکھنا پڑتا ہے اور کام کے دوران شدید تکلیفوں سے گزرنا پڑتا ہے۔ پردے کو بنیاد بنا کر عورتوں کو علاج کے لیے شہر

جانے کی اجازت نہیں دی جاتی، لیکن بات جب مزدوری کی ہو ان ہی عورتوں کے گندم کاٹنے اور کپاس کی چنائی کرنے پر اعتراض نہیں کیا جاتا حالانکہ وہاں بھی مردوں کی آمدورفت جاری رہتی ہے۔ دیہات میں ایک اور اہم مسئلہ یہ بھی ہے کہ بیٹے اور بیٹی میں تفریق کی جاتی ہے۔ بیٹوں کو پڑھایا جاتا ہے لیکن بیٹیوں کی پڑھائی کی بات ہو تو کہا جاتا ہے کہ ہم مزدور کسان ہیں، ہمارے پاس وسائل نہیں ہیں۔ سوال یہ ہے کہ جب محدود وسائل میں ہی بیٹے کو پڑھایا جاسکتا ہے تو بیٹی کو کیوں نہیں! دیہی مزدور کسان عورتوں کے ان تمام مسائل کا خاتمہ اس وقت تک ممکن نہیں ہوگا جب تک خود عورتیں اپنے حق کے لیے آواز نہیں اٹھائیں گی۔

دیہی عورتوں کا استحصال: ایک جائزہ

شاہین

مہمان مقرر محترمہ شاہین نے بات کرتے ہوئے کہا کہ اس نظام میں بیٹی کو اس کی پیدائش کے دن سے ہی بوجھ سمجھا جاتا ہے اور یہ کہا جاتا ہے کہ بیٹی پرائے گھر کی ہے جبکہ بیٹے کی پیدائش پر خوشیاں منائی جاتی ہیں۔ ہمارے معاشرے میں مزدور عورت کو بچے پیدا کرنے اور گھر کے کام کاج کرنے والی ایک مشین

سمجھا جاتا ہے۔ چھ سات سال کی عمر سے ہی بیٹیوں کو گھروں میں کھانا پکانے اور زمین پر مزدوری کرنے پر لگادیا جاتا ہے۔ ہمارے گھروں میں ان باتوں کا اظہار رواج بن گیا ہے کہ بیٹی پڑھ کر کیا کرے گی، گھر کا کام کرے گی تو سسرال میں بھی عزت کمائے گی۔ کپاس کی چنائی کے موسم میں عورتیں صبح سویرے اٹھ کر گھر کا کام کرتی ہیں تاکہ جلد

کپاس کی چنائی کے لیے جاسکیں۔ مزدور عورتیں سارا دن چنائی کر کے شام میں مویشیوں کے لیے چارہ بھی لے کر جاتی ہیں جنہیں 250 سے 300 روپے فی من اجرت ملتی ہے جسے یہ خود پر خرچ کرنے کے بجائے بچوں کے کپڑے اور گھر کے دیگر اخراجات پورے کرنے کے لیے استعمال کرتی ہیں۔ ہم سب پاکستان کسان مزدور تحریک کا حصہ ہیں اور جب تک ہم خود اپنی گھر کی عورتوں کے ساتھ انصاف نہیں کرسکتے اس وقت تک ہم انقلاب کی بات بھی نہیں کرسکتے۔ ہمیں مل کر چلنا ہوگا، اس تحریک میں عورتوں کو ساتھ لے کر چلیں گے تو ہی ہماری کامیابی ممکن ہوگی۔ جب تک ہم مرد و عورت کی برابری کی بات نہیں کریں گے تب تک عورتوں کا استحصال ہوتا رہے گا۔ آج آپ سب کو یہ عزم کرنا ہے کہ ہم اپنے گھر کی عورتوں کے ساتھ انصاف کریں گے۔

شرکاء کے اہم سوالات و جوابات

راجہ مجیب: کیا آپ کو ہماری تحریک یعنی پی کے ایم ٹی کی افادیت نظر آتی ہے؟

عذرا طلعت سعید: یہ ایک تاریخی دن ہے کہ کسان مزدور عورتیں یہاں بیٹھی ہیں، آج ابیہہ اکرم ہمارے ساتھ بیٹھی ہیں۔ ہمارے وقت میں عورتیں اس طرح جلسوں میں مقرر کی جگہ نہیں بیٹھتی تھیں۔ آج ہماری مزدور عورتیں ان جلسوں میں آتی ہیں اور کچھ اس جدوجہد کی وجہ سے اپنی جان سے بھی جاتی ہیں۔ ہمیں ناامید نہیں ہونا چاہیے۔ کیا اسی خطے میں غلام زنجیروں میں جکڑ کر نہیں لائے گئے تھے لیکن کیا آج ایسا ہے؟ ہمیں بہت امید ہے، یہ بہت بڑی تبدیلی ہے کہ آج دس سال بعد سارے تنظیمی کام خود پی کے ایم ٹی کے کارکن کرتے ہیں۔ ہم زمین کی منصفانہ اور مساویانہ تقسیم کا نعرہ لگاتے ہیں، آج تک یہ نعرہ کسی سیاسی جماعت نے نہیں لگایا۔ یہ بڑی تبدیلی ہے کہ ایک نوجوان خود یہاں آ کر نوجوانوں کے مسائل پر بات کرنا چاہتا ہے۔ مجھے فخر ہے کہ ہمارے بچے اتنا سوچ رہے ہیں۔ ہمارے لوگ جانتے ہیں کہ ہمیں کہاں جانا ہے، یہ بہت بڑی تبدیلی ہے۔

طارق محمود: آپ نے ٹیننسی ایکٹ اور اس پر عمل درآمد کی بات کی ہے لیکن ہم تو اس قانون کو ہی نہیں مانتے۔ پی کے ایم ٹی زمینوں کی منصفانہ اور مساویانہ تقسیم پر یقین رکھتی ہے۔

سارہ زمان: ہماری حکومتیں قانون تو بنالیتی ہیں پر اس پر عمل درآمد نہیں کیا جاتا جیسے کہ سندھ میں جن عورتوں کو حکومت کی طرف سے زمین دینے کا وعدہ کیا گیا وہ آج تک پورا نہیں ہوا، اگر اس پر ہی عمل درآمد کیا جاتا تو آج بہت ساری عورتوں کے پاس اپنی زمین ہوتی۔ باقی رہی بات ٹیننسی ایکٹ کی تو میں بھی اتفاق کرتی ہوں کہ زمین کسانوں میں منصفانہ اور مساویانہ طور پر تقسیم کی جائے۔

طارق محمود: معذوروں میں کئی طرح کی صلاحیتیں ہوتی ہیں پھر بھی ہم کیوں ان کے لیے لفظ ڈس ایبل استعمال کرتے ہیں؟

ابیہہ اکرم: معذوروں کے لیے پہلے لفظ اسپیشل استعمال کیا جاتا تھا اب ڈس ایبل استعمال ہوتا ہے۔ یہ ہماری سوچ ہے کہ ڈس ایبل کچھ کرنہیں سکتے اصل میں ڈس ایبل ہوتے ہوئے سب کچھ کرسکتے ہیں یہ ان معذوروں کی خصوصیت ہے۔ یہ اصطلاح کیونکہ عالمی قوانین میں استعمال کی جاتی ہے اس لیے یہاں بھی اس کا استعمال ہے اور یہ کوئی شرم کی بات نہیں ہے یہ ایک شناخت ہے۔

ناٹک

سوجھلا فار سوشل چینج

پہلے سیشن کے اختتام پر سوجھلا فار سوشل چینج کی جانب سے شرکاء کے سامنے ناٹک پیش کیا گیا جس میں پاکستان کسان مزدور تحریک کا تعارف پیش کیا گیا۔ ناٹک میں موسمی تبدیلی کے اثرات کی وجہ سے چھوٹے اور بے زمین کسانوں کی معاشی بدحالی کی منظر کشی کی گئی۔ اس کے علاوہ ناٹک میں کارپوریٹ ایگری کلچر، صنعتی تجارت، عورتوں پر مظالم اور جاگیرداری نظام میں کسانوں پر ہونے والے مظالم کو نمایاں کیا گیا۔

خود مختار کسان خود مختار پاکستان !
خوراک کی خود مختاری کے لیئے پی کے ایم ٹی کی دس سالہ جدوجہد !
پاکستان کسان مزدور تحریک

REJECT GENETIC ENGINEERING!
جینیاتی انجینیرنگ نامنظور!
(PKMT)
بااختیار دیہی عورت!
(PKMT)
(PKMT)

دوسرا سیشن:

خوراک کی خودمختاری کا حصول: مسائل اور جدوجہد کی منزلیں

متوازن و صاف خوراک ہمارا حق: ہماری جدوجہد

طارق محمود

پی کے ایم ٹی خیبر پختونخوا کے رکن طارق محمود نے متوازن اور صاف خوراک کے حصول اور اس حوالے سے مسائل و جدوجہد پر بات کرتے ہوئے کہا کہ خودمختاری شروع ہی لفظ خود سے ہوتی ہے، یعنی سب سے پہلے ہمیں ہی کچھ کرنا ہے اس کے بعد ہی ہم خودمختار بن سکتے ہیں۔ انسان کی بنیادی ضرورت خوراک ہے اور صحت کا براہ راست تعلق بھی خوراک سے ہی ہے۔ آج ہم دیکھتے ہیں کہ صحت کے حوالے سے بہت بڑے بڑے دعوے کیے جارہے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ صحت کے شعبہ میں بہت ترقی ہوئی ہے۔ یہاں سوال یہ اٹھتا ہے کہ اگر اس حوالے سے ترقی ہوئی ہے تو مریضوں کی تعداد کیوں بڑھ رہی ہے، آج علاج غریب کے بس میں کیوں نہیں ہے؟ اگر اسے ترقی کہتے ہیں کہ جس میں چند لوگوں کے لیے بہت سی طبی سہولیات ہیں اور اکثریت ان سے محروم ہے تو ہمیں سوچنا پڑے گا کہ کیا یہ حقیقی ترقی ہے، یہ ترقی کس کے لیے ہے اور اس کا فائدہ کس کو ہے؟

دوسری جنگ عظیم ختم ہونے کے بعد بڑے پیمانے پر گولہ بارود بچ گیا اور اسی دوران امریکی تحقیق سے معلوم ہوا کہ گولہ بارود

میں استعمال ہونے والے اجزاء سلفر اور پوٹاشیم کو کھاد میں استعمال کیا جاسکتا ہے جس سے زمین کی پیداواری صلاحیت بڑھ سکتی ہے۔ امریکہ نے اس تحقیق کو استعمال کرنے کا فیصلہ کیا اور کچھ سالوں بعد پاکستان سمیت دنیا کے کئی ممالک میں گرین ریولوشن یعنی سبز انقلاب کے نام سے ایک زرعی پالیسی متعارف کروائی گئی جس کے نتیجے میں پائیدار زراعت میں بہت سی تبدیلیاں آئیں اور بڑے پیمانے پر مصنوعی کھاد، زیادہ پیداوار دینے والے بیج، زہریلے اسپرے اور زرعی مشینیں متعارف کروائی گئیں۔ ان زہریلے مداخل کو شروع میں ہمارے کسانوں نے نہیں اپنایا تو مداخل بنانے والی کمپنیوں نے آزمائشی طور پر خود کھیتوں میں کیمیائی کھاد ڈال کر زیادہ پیداوار کے حصول کا مظاہرہ کیا اور یوں ہمارے بزرگوں نے زیادہ پیداوار کی لالچ میں ان کیمیائی مداخل کا استعمال شروع کیا جو اب تک جاری ہے۔ اس وقت انہیں اندازہ نہیں تھا کہ اس کے استعمال سے ناصرف پیداواری لاگت بڑھے گی بلکہ کئی طرح کی بیماریاں بھی لاحق ہونگی۔ ان زہریلے کیمیائی مداخل کے استعمال سے ہماری خوراک آلودہ ہوگئی ہے جس کی وجہ سے ہمارے گھروں میں بیماریاں عام ہوتی جارہی ہیں۔ 70 کی دہائی میں بلڈ پریشر اور سرطان (کینسر) جیسی بیماریاں اتنی عام نہیں تھیں جتنی آج ہیں۔ ملک میں بڑھتی ہوئی ان بیماریوں کی وجوہات تلاش کرنے کی ضرورت ہے اور اس نام نہاد ترقی کو صحت کے تناظر میں دیکھنے کی ضرورت ہے۔

ہمارے کسانوں کو جان بوجھ کر بیج کی سیاست، زمین کی سیاست سے دور رکھا گیا ہے یہی وجہ ہے کہ آج ہم یہ حالات دیکھ رہے ہیں۔ ہماری حکومت ہی کسان دشمن پالیسیاں نافذ کرتی ہے جو عوام کی حقیقی نمائندہ نہیں ہے۔ ایسی حکومت جس میں اسمبلیوں سے لے کر اداروں تک جاگیردار، سرمایہ دار اور طبقہ اشرافیہ کے مفادا کا تحفظ کیا جاتا ہو ہماری حکومت نہیں ہے۔ اسمبلیوں میں جہاں قانون سازی، فیصلہ سازی ہوتی ہو وہاں آبادی کے 98 فیصد کی رسائی نہیں، کوئی نمائندگی نہیں ہے۔ ان اسمبلیوں پر صرف دو فیصد اشرافیہ کا راج ہے جہاں سیڈ ایکٹ جیسا کسان دشمن قانون فوری طور پر منظور کرلیا جاتا ہے۔ پی کے ایم ٹی سیڈ ایکٹ جیسے کالے قوانین کو تسلیم نہیں کرتی اور بیج کی خودمختاری کا مطالبہ کرتی ہے۔ یہ ظلم ہے کہ پاکستان کی 45 فیصد زرعی زمین پر صرف 11 فیصد جاگیردار قابض ہیں۔ ان 11 فیصد کو یہ حق کس نے دیا کہ وہ زمینوں پر قبضہ کرکے کسانوں کو غلام بنا کر رکھیں! اسی لیے ہمارا مطالبہ اور جدوجہد ہے کہ ماضی کی

طرح زمینی اصلاحات کا کھیل نہیں بلکہ زمین کا منصفانہ اور مساویانہ بٹوارہ ہونا چاہیے۔

کسانوں کی ذمہ داری ہے کہ پائیدار طریقہ زراعت اپنائیں جس سے خوراک کی خود مختاری اور صاف اور متوازن خوراک حاصل ہو۔ المیہ تو یہ ہے کہ غیر ملکی کمپنیاں ہی ہمیں بیج، کھاد اور بیماریاں دے رہی ہیں اور یہی کمپنیاں ہمیں دوا بھی دے رہی ہیں یعنی زیادہ سے زیادہ منافع سمیٹ رہی ہیں۔ غیر پائیدار طریقہ زراعت کی بدولت کسان کے پاس قرض کے سوا کچھ نہیں بچا۔ پیداوار بڑھانے کے لیے ہم نے اپنا نقصان کرلیا۔ اگر پیداوار بڑھنے سے مسئلہ حل ہوتا ہے تو پھر دنیا میں بھوک کیوں بڑھ رہی ہے؟ ہسپتال کیوں بھرے پڑے ہیں؟ ہم پیداواری وسائل پر کسان کا اختیار چاہتے ہیں جس کے لیے ضروری ہے کہ آپ پی کے ایم ٹی کا ساتھ دیں۔ مزاحمت کے اس راستے پر چلتے ہوئے ہمیں خوراک کی خود مختاری اور صاف خوراک کا حصول ممکن بنانا ہے، پائیدار زراعت کو بڑھانا ہے۔

زراعت میں نوجوانوں کی عدم دلچسپی کے اسباب

نعمان شاہ

پی کے ایم ٹی ضلع دیر کے نوجوان کارکن نعمان شاہ نے زراعت میں نوجوانوں کی عدم دلچسپی کے اسباب

پر بات کرتے ہوئے کہا کہ نوجوان زراعت میں دلچسپی نہیں لیتے کیونکہ آج کا نوجوان ٹیکنالوجی کی چمک دمک سے متاثر ہورہا ہے۔ آج کا نوجوان زمین میں کام کرنے میں شرم محسوس کرتا ہے اس لیے کہ کسان کو دیگر شعبہ جات میں کام کرنے والوں سے کمتر سمجھا جاتا ہے۔ کسان اور مزدوروں کے بچوں کے لیے اسکول الگ ہیں، ہسپتال بھی الگ ہیں۔ جب

نوجوان دیکھتا ہے کہ ایک انجینئر کو عزت دی جاتی ہے لیکن کسان کو نہیں دی جاتی تو وہ کھیتی باڑی کی طرف مائل نہیں ہوتا۔ زراعت میں نوجوانوں کی عدم دلچسپی کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ حکومت کی طرف سے زرعی شعبہ پر توجہ نہیں دی جاتی۔ حکومت بڑے سرمایہ داروں کے تحفظ کے لیے تو زرتلافی دیتی ہے لیکن کسانوں کو نظر انداز کیا جاتا ہے۔ ملک میں ہائبرڈ بیج بہت مہنگا ہے جسے وافر پانی، کھاد اور اسپرے کی ضرورت ہوتی ہے۔ ان مداخل پر کثیر اخراجات کے نتیجے میں کسان مقروض ہو جاتا ہے۔ جب نوجوان دیکھتا ہے کہ اس کا باپ کھیتی باڑی کر کے بھی خالی ہاتھ ہے تو وہ آمدنی کے دیگر ذرائع کی طرف مائل ہوتا ہے۔ نوجوانوں کی زراعت میں عدم دلچسپی کی ایک اور وجہ ملک میں بنیادی نصاب میں زراعت کا شامل نہ ہونا بھی ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ وہ ڈاکٹر بنے گا، انجینئر بنے گا لیکن کوئی یہ نہیں کہتا کہ وہ کسان بنے گا جو ہمارے لیے خوراک پیدا کرتا ہے۔ ہمارے نوجوانوں کو اس حوالے سے آگاہی نہیں دی جاتی۔ زراعت میں نوجوانوں کی عدم دلچسپی کی سب سے بڑی وجہ رائج طبقاتی نظام ہے جس میں کسان مزدور استحصال کا شکار ہے اور پس رہا ہے۔

خوراک کی خودمختاری: کسانوں کے مسائل

تبسم بھٹی

روٹس فار ایکوٹی کی تبسم بھٹی نے خوراک کی خودمختاری اور کسانوں کے مسائل پر بات کرتے ہوئے کہا کہ کسانوں کا سب سے بڑا مسئلہ بے زمینی ہے۔ ترقیاتی منصوبوں اور کارپوریٹ زراعت کے نتیجے میں بھی بے زمینی میں مسلسل اضافہ ہورہا ہے۔ ناصرف سی پیک کے تحت آبادیوں سے زمین لی جارہی ہیں بلکہ نجی غیر ملکی کمپنیوں کو بھی ٹھیکہ پر بڑے بڑے زمینی رقبے دیے جارہے ہیں۔ سندھ کے ضلع ٹھٹھہ میں ہی ہزاروں ایکڑ زمین صرف گھاس اگانے کے لیے ٹھیکہ پر دی گئی ہے۔ اسی طرح اچھوتھر، سندھ اور چولستان، پنجاب میں بھی زمینیں کمپنیوں کو ٹھیکہ پر دی گئی ہیں۔ حکومت کی جانب سے کمپنیوں کو دی جانے والی یہی زمین کسانوں کو دے دی جائے تو بے زمین کسانوں کی مشکلات میں کمی آسکتی ہے۔

پچھلے دس سالوں سے ہم سنتے آرہے تھے کہ سبز انقلاب کی وجہ سے ہمارے بیج کمپنیوں کے

اختیار میں چلے جائیں گے۔ پہلے یہ بات تھوڑی عجیب لگتی تھی لیکن آج ہم دیکھ رہے ہیں کہ بیج پر کمپنیوں کی اجارہ داری بڑھتی جارہی ہے اور ہماری روایتی زراعت تباہ ہوتی جارہی ہے۔ ایک طرف غیر پائیدار مشینی زراعت کے نقصانات اور دوسری جانب موسمی تبدیلی کی وجہ سے سیلاب، خشک سالی اور بے موسم بارشوں کی وجہ سے زرعی شعبہ میں سنگین مسائل ابھر رہے ہیں۔ کیمیائی کھاد کے استعمال سے ہماری زمینیں بنجر اور ماحول آلودہ ہورہا ہے۔ ان مسائل کی وجہ جاگیرداری اور سرمایہ دارانہ نظام ہے۔ دوسری طرف منڈی ہے جہاں کسانوں کو فصل کی مناسب قیمت نہیں دی جاتی جبکہ بیج، کیمیائی کھاد، زرعی زہر سے لے کر زمین کی تیاری کے تمام اخراجات بڑھ رہے ہیں جس کی وجہ کسانوں میں بھوک اور غربت بڑھ رہی ہے اور مجبوراً چھوٹے اور بے زمین کسان شہروں کی طرف نقل مکانی کررہے ہیں۔ کسانوں کے ان تمام مسائل کا حل زمین کی منصفانہ اور مساویانہ تقسیم اور پائیدار زراعت سے ہی ممکن ہے جس کے لیے پاکستان کسان مزدور تحریک جدوجہد کررہی ہے۔ ضروری ہے کہ تمام چھوٹے اور بے زمین کسان اس تحریک سے جڑ کر بڑھتے ہوئے مسائل کے پائیدار حل کے لیے اس جدوجہد میں شامل ہو جائیں۔

پدر شاہی

آصف خان

پی کے ایم ٹی ہری پور کے کارکن آصف خان نے پدر شاہی نظام پر بات کرتے ہوئے کہا کہ قدرت کے نظام میں بہت سی مخلوقات ہیں جن میں سب سے افضل مخلوق انسان ہے۔ انسانوں میں مرد بھی ہیں اور

عورت بھی۔ ہم آج تک جاگیرداری اور سرمایہ داری نظام میں جکڑے ہوئے ہیں اور اس سے بھی سے زیادہ ظالم نظام پدر شاہی ہے۔ پدرشاہی ایسا نظام ہے جو مردوں نے خود مردوں کے لیے بنایا ہے۔ غلامی سے لیکر موجودہ سرمایہ دارانہ پیداواری نظام تک ہر نظام نے پدر شاہی کو فروغ دیا ہے۔ دور غلامی کے خاتمہ کے بعد ہر نظام میں مرد ہی بااثر رہا ہے جس میں عورت کو فیصلہ سازی کا اختیار نہیں۔ گو کہ پدر شاہی کا ذمہ دار مرد ہے لیکن مرد نے اس نظام کو مضبوط بنانے کے لیے عورت کو بھی اپنا حصہ دار بنالیا ہے، جیسے کہ ایک ماں بہو کے مقابلے میں اپنے بیٹے کی حمایتی بن جاتی ہے۔

جب تک ہم پدر شاہی نظام کے خلاف جنگ نہیں کریں گے اور عورتوں کو پدر شاہی سے آزاد نہیں کرینگے جب تک ہم خود بھی آزاد نہیں ہوسکتے۔ جب مرد اور عورت دونوں ایک جیسے ہیں، ان کے دماغ ان کی سوچ بھی ایک ہے تو پھر سوال یہ ہے کہ جب ساری خصوصیات ایک ہیں تو ہم کیوں انہیں کمتر سمجھتے ہیں، یہ کیوں سمجھا جاتا ہے کہ عورت کمزور ہے؟ ایک مرد ہوتے ہوئے عورت کے احساسات کی ترجمانی کرنا شاید میرے لیے ممکن نہیں ہے لیکن ہم مرد بھی ایک باپ ایک شوہر یا بھائی ہیں جو اپنے گھروں میں بھی دیکھتے ہیں کہ کس طرح عورت اپنی بقا کی جنگ لڑ رہی ہے۔

پدر شاہی نظام میں عورت نہ اپنی مرضی سے لباس پہن سکتی ہے نہ ہی کہیں آجاسکتی ہے یہاں تک کہ اس کی نقل و حرکت پر بھی کسی اور کا اختیار ہوتا ہے۔ زیادہ بچوں کی پیدائش عورت کی صحت پر برا اثر ڈالتی ہے جس کی وجہ سے وہ جسمانی طور پر مرد کا مقابلہ نہیں کرپاتی۔ یہ سارے عوامل عورت کو جسمانی و ذہنی طور پر کمزور کردیتے ہیں اور وہ مرد کی غلامی کو اپنا مقدر سمجھنے لگتی ہے۔ لڑکوں کو تعلیم اور خوراک کی فراہمی میں لڑکیوں پر ترجیح دی جاتی ہے۔ دوسری طرف عورت نے بھی خود کو بناؤ سنگھار

سے آگے نہیں بڑھنے دیا۔ اس نظام سے نکلنے کے لیے جب تک عورت خود میدان میں نہیں آئے گی اس کو آزادی نہیں ملے گی، اسے ذہنی غلامی سے نکلنا ہوگا جب تک عورت ذہنی غلامی سے نہیں نکلے گی وہ جدوجہد بھی نہیں کرسکتی۔ اس نظام کے خاتمے کے لیے مرد کو بھی عورتوں کے حقوق کے حوالے سے احساس دلانا ہوگا اور انہیں راہ راست پر لانے کے لیے شعور دینا ہوگا، جب تک مرد پدرشاہی کے خاتمے کے لیے عورت کا حمایتی بن کر سامنے نہیں آئے گا اس وقت تک ایک انصاف پر مبنی معاشرہ ممکن نہیں۔

موجودہ دور کے مسائل اور اس کا حل

جنید اعوان

مہمان مقرر مزدور رہنما جنید عوان نے بات کرتے ہوئے کہا کہ آج کا دن ساری دنیا میں دیہی عورتوں کے عالمی دن کے طور پر منایا جارہا ہے۔ مردوں کو غور کرنا چاہیے کہ ہماری ماں بھی ایک عورت ہی ہے جس کے قدموں تلے جنت ہے تو پھر کیوں اسے جائیداد میں برابری کی بنیاد پر حصہ نہیں دیا جاتا، یہ کیسے ممکن ہوسکتا ہے کہ عورتیں مردوں سے کم تر ہوں۔ اکثر زمینی ملکیت میں صرف عورت ہونے کی وجہ سے اسے حصہ نہیں دیا جاتا اور ہم اپنی ہی ماؤں بہنوں کے ساتھ نا انصافیاں کرتے ہیں۔ ہم ہر سال اکٹھے ہوتے ہیں اور عورتوں کے مسائل پر تقریریں بھی کرتے ہیں لیکن پہلے ہمیں خود عورتوں کے حقوق اور انہیں برابری کا درجہ دینا ہوگا ہمیں مثال بننا ہوگا۔

انسان نے چاند پر کمندیں ڈال دی ہیں نت نئی ٹیکنالوجی اور مشینیں ایجاد کیں لیکن ہمارے بچے آج بھی تعلیم سے محروم ہیں۔ کہا

جاتا ہے کہ پڑوسی ملک میں آزادی کے بعد زمینوں کا بٹوارہ کیا گیا لیکن پاکستان میں آج تک جاگیرداری کا خاتمہ نہیں کیا گیا۔ یہی وجہ ہے کہ عوام کی اکثریت غربت میں زندگی گزار رہی ہے۔ زمینوں پر سخت محنت کرنے والا کسان بھوک و افلاس کا شکار ہے جبکہ جاگیردار پیداوار کا بڑا حصہ لے جاتا ہے۔ ایک طرف جاگیرداری تو دوسری طرف سرمایہ داروں نے ملک پر قبضہ جما رکھا ہے۔ صنعتوں میں کام کرنے والے مزدوروں پر ان کے مظالم نے رہی سہی کسر پوری کردی ہے۔ سی پیک منصوبہ کی وجہ سے ہمارے ملک کے کارخانے بند ہورہے ہیں، زمینوں پر کمپنیوں کا قبضہ ہورہا ہے۔ ترقی کے نام پر زرعی زمینوں پر سڑکیں بنائیں گے تو عوام خوراک کہاں سے کھائیں گے۔ اب وقت نہیں چپ بیٹھنے کا۔ اٹھو بتاؤ ان جاگیرداروں اور ان سرمایہ داروں کو اب بہت ہوگیا، بند کرو یہ ظلم و ستم۔

خوراک و زراعت: بین الاقوامی کمپنیوں کا کردار

ولی حیدر

سیکریٹری پی کے ایم ٹی ولی حیدر نے خوراک و زراعت میں بین الاقوامی کمپنیوں کے کردار اور ان کے انضمام پر بات کرتے ہوئے کہا کہ آپ سب جانتے ہیں کہ پی کے ایم ٹی نے 2015 میں منظور کیے گئے بیج کے قانون کے خلاف عدالت میں مقدمہ دائر کیا ہوا ہے۔ یہ بیج کا قانون جو کسانوں سے بیج کا حق چھین کر بین الاقوامی کمپنیوں کو دیتا ہے کسانوں کی خودمختاری پر ڈاکہ کے مترادف ہے۔ اسی طرح پلانٹ بریڈرز رائٹس کا قانون بھی منظور ہوگیا ہے جو کاروباری طور پر بیج بنانے والوں کے حق میں

قانون ہے۔ اس قانون کے مطابق کسان جو بیج پیدا کرتا ہے اس پر اس کا حق نہیں ہے، بلکہ بیج پیدا کرنا کمپنیوں کا کام ہے۔ اس قانون کے ذریعے ان بیجوں کو تحفظ حاصل ہوگا جو سرمایہ دار کمپنیاں منافع کے لیے بناتی ہیں۔ اس قانون سے صرف کمپنیوں کے بیجوں کا تحفظ ہوتا ہے، یعنی ہائبرڈ اور جینیاتی بیجوں کا تحفظ۔ اس سے ہمارے روایتی بیج کا تحفظ نہیں ہوتا۔ امیر سرمایہ دار ممالک کی کمپنیوں کا ان ہائبرڈ اور جینیاتی بیجوں کی فروخت سے منافع اتنا بڑھ گیا کہ ان کی سالانہ آمدنی دنیا کے کئی ممالک کے سالانہ بجٹ سے بھی زیادہ ہوتی ہے۔

1980 کی دہائی میں ان بیج اور دیگر مداخل بنانے والی کمپنیوں نے ایک دوسرے کو خریدنا شروع کیا۔ جب کوئی بڑی کمپنی کسی چھوٹی کمپنی کو خرید لیتی ہے تو اسے مرجر یا انضمام کہتے ہیں۔ کہا یہ گیا کہ تحقیق و ترقی کے لیے کمپنیوں کا انضمام ضروری ہے۔ 1996 سے 2013 کے دوران 200 چھوٹی کمپنیاں ضم ہو کر دس کمپنیوں میں تبدیل ہو گئیں یعنی دو سو کمپنیوں کا کاروبار محدود ہو کر صرف دس کمپنیوں کا ہوگیا۔ ان کمپنیوں میں کچھ کمپنیاں ایسی تھیں جو صرف کیمیکل (کیمیائی مادے) بناتی تھیں اور کچھ صرف بیج کا کاروبار کرتی تھیں۔ ان کمپنیوں نے محسوس کیا کہ اگر دونوں شعبہ جات میں کام کرنے والی کمپنیوں کا ملاپ ہو جائے تو ان کے منافع میں مزید اضافہ ہوسکتا ہے۔ مثال کے طور پر مونسانٹو کی جڑی بوٹیاں تلف کرنے والی دوا راؤنڈ اپ ریڈی کو مونسانٹو کے بیج پر ہی استعمال کیا جاسکتا ہے۔

آج دنیا میں چھ کمپنیوں کا زرعی کاروبار سالانہ 100 ارب ڈالر سے بھی زیادہ کا ہے۔ ان کمپنیوں میں ڈاؤ، سنجنٹا، بائیر، مونسانٹو اور بی اے ایس ایف شامل ہیں۔ اب ان کمپنیوں کے آپس میں انضمام کا ایک نیا سلسلہ شروع ہوگیا ہے اور دنیا کی یہ چھ بڑی کمپنیاں مزید ضم ہوکر چار ہوگئی ہیں جو طاقت اور سرمائے کا مزید ارتکاز ہے۔ یوں اب یہ زرعی کاروبار چھ کے بجائے چار کمپنیوں تک محدود ہوگیا ہے جن میں سے دو کا تعلق امریکہ سے ہے۔ بین الاقوامی زرعی کمپنیوں کے انضمام کی دوسری وجہ زیادہ سے زیادہ جینیاتی وسائل پر قبضہ ہے۔ اس وقت صرف سنجنٹا کے پاس بیج کی 7,000 اقسام موجود ہیں، جس کمپنی کے پاس جتنے زیادہ جینیاتی وسائل ہونگے وہ اتنا ہی منافع کمائے گی، جینیاتی ٹیکنالوجی مزید بڑھے گی تو کاروبار میں بھی مزید اضافہ ہوگا۔ مثلاً کچھ کمپنیاں موسمی تبدیلی کو برداشت کرنے والے بیج بنارہی

ہیں۔ جہاں خشک سالی ہے وہاں زیادہ درجہ حرارت برداشت کرنے والے بیج اور جہاں سیلاب ہے وہاں زیادہ پانی برداشت کرنے والے بیج تیار کیے جارہے ہیں۔ کچھ کمپنیاں کسانوں کو مواصلاتی سیارے کے ذریعے صرف یہ بتائیں گی کہ انہیں کتنی مقدار میں کھاد، پانی اور دیگر مداخل زمین میں ڈالنے کی ضرورت ہے۔ اس طرح کی ٹیکنالوجی کے عام استعمال سے کسان کا روزگار نجی شعبہ کے ہاتھ میں چلا جائے گا جو اسے منافع کے حصول کے لیے استعمال کرے گا۔ یہ کمپنیاں ہی معیار طے کریں گی اور جہاں چاہیں گی کاروبار کریں گی، یعنی یہ ساری طاقت امریکہ اور دیگر ترقی یافتہ صنعتی ممالک کی کمپنیوں کے پاس ہوگی۔ ہمیں ہرگز ان سرمایہ دار ممالک اور ان کی کمپنیوں کی یہ محتاجی نہیں چاہیے، ہمیں کسانوں کا روایتی بیج چاہیے، ہمیں وہ بیج نہیں چاہیے جو ماحول کو تباہ کردے، ایسی کوئی ٹیکنالوجی ہمیں قبول نہیں جو ہمارے کسانوں کو بیروزگار کردے۔ اسی لیے پی کے ایم ٹی اور روٹس نے مل کر روایتی بیجوں کو بڑھانے اور پھیلانے کا کام شروع کیا تاکہ ان کمپنیوں کی غلامی سے نجات حاصل کی جاسکے۔

موجودہ پاکستانی زراعت: آئندہ کا لائحہ عمل

راجہ مجیب

پی کے ایم ٹی ضلع گھوٹکی کے رکن راجہ مجیب نے موجودہ پاکستانی زراعت اور آئندہ کے لائحہ عمل پر بات کرتے ہوئے کہا کہ اس موضوع پر بارہا بات ہوئی ہے۔ ہم اس سے جڑے ہوئے ہیں اور یہ ہماری زندگی سے جڑی ہوئی بات ہے۔ زراعت کے بغیر کوئی زندہ نہیں رہ سکتا نا صرف انسان بلکہ کوئی بھی جاندار۔ زراعت کی اتنی ہی اہمیت ہے جتنی

زندگی کی، لیکن ہمارے ملک میں اسے اہمیت نہیں دی جاتی۔ حتیٰ کہ حکومت کی ترجیحات میں زراعت شامل نہیں ہے، دوسری طرف ہمارے ملک کی اکثریت بھی زرعی شعبے کو درپیش مسائل سے لاتعلق ہے۔

ایک اہم ترین کام اعداد وشمار اکھٹے کرنے کا ہوتا ہے جس سے پتا چلتا ہے کہ کس کے پاس کتنی زمین ہے، ملکی پیداوار کتنی ہے وغیرہ۔ جیسے کہ مردم شماری ہوتی ہے اسی طرح زرعی شماری بھی ہوتی ہے۔ آخری زرعی شماری 2010 میں ہوئی تھی جس سے پتہ چلتا ہے کہ ہمارے ملک میں سے صرف 11 فیصد بڑے زمیندار 45 فیصد زرعی زمین پر قابض ہیں جبکہ 55 فیصد زمین 89 فیصد چھوٹے کسانوں کے پاس ہے۔ یہ وہ کسان ہیں جن کے پاس بہت چھوٹے چھوٹے زمین کے ٹکرے ہیں اور اکثریت کے پاس دو سے تین ایکڑ سے بھی کم زمین ہے۔

ملک میں جتنی ترقی ہورہی ہے وہ کسان کے حق میں نہیں بلکہ سرمایہ داروں اور ان کی کمپنیوں کے حق میں ہورہی ہے۔ ان کمپنیوں کے لیے ہی سی پیک جیسے منصوبے لائے جارہے ہیں اور ہماری حکومت کی ان کمپنیوں کے ساتھ ملی بھگت ہے۔ ان ہی کمپنیوں کی بدولت پیداوار میں کسانوں کا حصہ کم ہوتا جارہا ہے کیونکہ مداخل پر اخراجات میں اضافہ ہوتا جارہا ہے اور کسان قرض اور غربت میں مزید جکڑتا جارہا ہے۔ ہماری جدوجہد کو دس سال ہوگئے ہیں اور ہم آج بھی انہی مسائل کا شکار ہیں، ہمیں اب ان کا حل نکالنا ہے۔ ہم کیوں انتظار میں ہیں کہ کمپنیاں آئیں اور ہمارے لیے کچھ کریں۔ اگر یہ کمپنیاں کچھ کرسکتیں تو 60 سے 70 سالوں میں کسان خوشحال نہیں ہوتے تو کم ازکم خودکشی نہیں کرتے۔

پاکستان میں زراعت کو درپیش مسائل میں ایک اہم مسئلہ پانی کی کمی کا ہے۔ اس کے باوجود ایسی فصلوں کی کاشت کو ترجیح دی جارہی ہے جن میں پانی زیادہ استعمال ہوتا ہے۔ جیسے کہ گنے کی پیداوار میں اضافہ ہوتا جارہا ہے جبکہ دوسری طرف سندھ کے نو اضلاع میں چاول کی کاشت پر پابندی لگائی گئی ہے کیونکہ چاول کی کاشت میں بھی زیادہ پانی استعمال ہوتا ہے۔ ہمارا زرعی ڈھانچہ تباہ ہورہا ہے لیکن جب حکومت سے ان مسائل کی وجہ سنیں تو کہتی ہے کہ ڈیم نہیں ہیں، کسانوں کو کاشت کے طریقے نہیں آتے، پیداوار منڈی تک نہیں پہنچ پاتی، حالانکہ اصل حقائق مختلف ہیں۔ اتنی بڑی زرعی معیشت ہونے کے باوجود ہم خوراک کی کمی کا شکار ہیں۔ ان تمام مسائل کا حل صرف کسان کے پاس ہے اور ان کے حل کے لیے

پائیدار طریقہ زراعت اور زمین کا مساویانہ بٹوارہ ضروری ہے۔ ان دونوں مقاصد کے حصول کے لیے ہم نے پی کے ایم ٹی کی جدوجہد کو آگے بڑھانا ہے۔

شرکاء کے اہم سوالات و جوابات

علی نواز جلبانی: آخری زرعی شماری کب ہوئی تھی اور اب کیوں نہیں ہورہی ہے؟

راجہ مجیب: آخری زرعی شماری 2010 میں کی گئی۔ زرعی شماری ہر دس سال میں ہونی چاہیے۔ زرعی شماری میں یہ معلوم ہوتا ہے کہ کس کے پاس کتنی زمین ہے۔

خالد محمود: اگر نوجوان زراعت سے دور جارہے ہیں تو کیا انہیں زراعت سے جوڑنے کے لیے پی کے ایم ٹی نے کوئی لائحہ عمل تیار کیا ہے؟

نعمان شاہ: پاکستان کسان مزدور تحریک نے نوجوانوں کو اکٹھا کرنے کی بھرپور کوشش کررہی ہے، اس اجلاس کے بعد پی کے ایم ٹی یوتھ ونگ کا اجلاس منعقد کیا جائے گا جس میں نوجوانوں کا تنظیمی ڈھانچہ قائم کیا جائے گا اور زراعت اور اس سے جڑی سیاست سے نوجوانوں کو منظّم کرنے کا آغاز کیا جائے گا۔

محمد ادریس: ہمارے کسان پائیدار زراعت کی طرف نہیں آرہے اس لیے انہیں تعلیم کی ضرورت ہے لیکن پہلے جب تعلیم نہیں تھی تو بھی لوگ اپنا بیج محفوظ رکھتے تھے، خوشحال زندگی گزارتے تھے، سوال یہ ہے کے کیا صرف تعلیم سے مسائل حل ہوسکتے ہیں؟

طارق محمود: کسانوں کی تعلیم سے مراد سیاسی تعلیم یعنی شعوری تعلیم ہے جس سے کسانوں کو سیاست سے آگاہی حاصل ہو۔ ہمارے کسان زرعی ماہر ہیں انہیں شعوری تعلیم دی جائے اور اس کے لیے پی کے ایم ٹی بھرپور کام کررہی ہے۔

پی کے ایم ٹی میلہ

پی کے ایم ٹی کی جدوجہد کے دس سال مکمل ہونے پر لوک ورثہ، اسلام آباد میں پی کے ایم ٹی میلہ منعقد کیا گیا جس میں ملک بھر کے مختلف اضلاع سے چھوٹے اور بے زمین کسان مزدوروں اور دیگر افراد نے شرکت کی۔ پی کے ایم ٹی میلہ میں نظامت کے فرائض ہری پور کے رکن رحم نواز نے ادا کیے۔ پی کے ایم ٹی کے مرکزی رابطہ کار الطاف حسین نے تمام شرکاء کو خوش آمدید کہتے ہوئے کہا کہ اس میلہ کے ذریعے ہم پی کے ایم ٹی کی جدوجہد کے دس سال مکمل ہونے پر جشن منا رہے ہیں۔ پی کے ایم ٹی نے 2008 میں پاکستان کسان سنگت کے نام سے اپنی جدوجہد کا آغاز کیا اور جب سے ہی پی کے ایم ٹی چھوٹے اور بے زمین کسان مزدوروں کے پیداواری وسائل پر اختیار، پائیدار زراعت، خوراک کی خود مختاری اور پدرشاہی کے حوالے سے جدوجہد میں سرگرم ہے۔ میرا یقین ہے کہ ہم اسی طرح سے آگے بڑھتے رہیں گے اور ایک دن آئے گا جب ہمارا خواب شرمندہ تعبیر ہوگا۔

پی کے ایم ٹی میلہ میں اسٹیج اور اطراف میں پی کے ایم ٹی کے ساتھ طویل جدوجہد کرنے والے مرحوم اراکین کی تصاویر ان کے تعارف اور خدمات پر مبنی تحریروں کے ساتھ آویزاں کی گئیں جنہیں خراج تحسین پیش کیا گیا۔ میلہ میں پی کے ایم ٹی کی زمینی قبضے اور خوراک کی خودمختاری کے حوالے سے جاری دستخطی مہم کے تحت شرکاء نے اپنے تاثرات کا بھرپور اظہار کرتے ہوئے اپنے دستخط قلمبند کیے۔

علاقائی ثقافت وفن کا مظاہرہ

پی کے ایم ٹی کی جانب سے ملک بھر کے مختلف اضلاع سے آئے ہوئے کسانوں نے میلے میں اپنے علاقائی رقص و موسیقی کا شاندار مظاہرہ کیا۔ علاقائی رقص کے ساتھ ساتھ ان فنکاروں نے بانسری، رباب جیسے علاقائی سازوں پر فن کا مظاہرہ کرتے ہوئے شرکاء سے داد وصول کی۔ سندھ کے ضلع ٹنڈو محمد خان اور دیگر اضلاع سے شرکت کرنے والی کسان مزدور عورتوں نے بھی اپنے علاقائی رقص کا مظاہرہ کیا۔

ناٹک

میلے میں پی کے ایم ٹی ضلع خیرپور کی جانب سے ایک ناٹک کے ذریعے جاگیرداری نظام میں پسے ہوئے چھوٹے اور بے زمین کسانوں کے حالات زندگی کی بھرپور منظرکشی کی گئی اور دکھایا گیا کہ کس طرح جاگیردار جھوٹ، مکاری اور دھوکہ دہی سے غریب کسانوں کی زمین پر قبضہ کرتے ہیں۔ ناٹک میں چھوٹے اور بے زمین کسانوں کو یہ پیغام دیا گیا کہ وہ جاگیردار اور جاگیرداری نظام کے خلاف اکھٹے ہوکر لڑکر ہی اپنے حقوق حاصل کرسکتے ہیں جس کے لیے تنظیم سازی کی ضرورت ہے۔ ایک اور ناٹک ضلع ٹنڈو محمد خان کی کسان مزدور عورتوں کی جانب سے بھی دیہی مزدور عورتوں کو پیش آنے والے مسائل پر پیش کیا گیا۔

پی کے ایم ٹی ترانہ

میلے کے اختتام پر پی کے ایم ٹی ملتان کے رکن ظہور جوئیہ اور ان کے ساتھیوں نے پی کے ایم ٹی کے لیے تیار کیا گیا ترانہ پیش کیا جسے میلے میں شریک تمام کسان مزدوروں نے مل کر گایا۔

بیج بچاؤ خود مختاری پاؤ

پی کے ایم ٹی کی جانب سے ہر ضلعی رابطہ کار کو پی کے ایم ٹی بیج بینک کے کاشت کردہ دیسی بیج بھی پیش کیے گئے۔

دیسی بیجوں کی نمائش

میلہ کے موقع پر پی کے ایم ٹی کے کسانوں کی جانب سے پائیدار طریقہ زراعت کے تحت کاشت کیے گئے

دیسی بیجوں کی نمائش بھی کی گئی۔ نمائش میں ملک بھر کے مختلف علاقوں سے کئی اقسام کی فصلوں اور سبزیوں کے جمع کردہ بیج کسانوں میں مفت تقسیم کیے گئے۔

روایتی کھانے

پاکستان کے مختلف اضلاع سے تعلق رکھنے والے پی کے ایم ٹی ارکان کی جانب سے لائے گئے علاقائی روایتی کھانے میلے کے شرکاء کو پیش کیے گئے۔ ان کھانوں میں مکئی اور جوار کی روٹی کے علاوہ اچار، مکھن اور شہد وغیرہ شامل تھا۔

نشر و اشاعت

میلے میں روٹس فار ایکوٹی اور پی کے ایم ٹی کی مطبوعات کی نمائش اور ان کا اجرا کیا گیا۔ ان مطبوعات میں زمینی قبضہ، پدرشاہی، موسمی تبدیلی، کارپوریٹ زراعت اور عالمگیریت جیسے موضوعات پر مختلف تحقیق، کتابیں اور کتابچے شامل تھے۔

دوسرے دن کے اجلاس کی کارروائی

آ ئین کی منظوری

دسویں سالانہ اجلاس کے دوسرے دن پی کے ایم ٹی کے آ ئین میں ترامیم کی حتمی منظوری بھی دی گئی جسے آ ئینی کمیٹی نے طویل مشاورت کے بعد سالانہ اجلاس میں پیش کیا۔ پی کے ایم ٹی کے تمام حاضر ارکان نے متفقہ طور پر ترمیمی آ ئین کی منظوری دی۔

پی کے ایم ٹی: 17-2016 کی سرگرمیوں کا جائزہ

الطاف حسین

- ''پائیدار زندگی اور روزگار: خوراک کی خودمختاری اور موسمی انصاف کے لیے جدوجہد'' کے عنوان سے آرٹس کونسل کراچی میں قومی کانفرنس منعقد کی گئی اس کے ساتھ ساتھ پی کے ایم ٹی کی جدوجہد کو دس سال مکمل ہونے پر پی کے ایم ٹی میلہ کے ذریعے سال بھر جاری رہنے والی تقریبات کا آغاز کیا گیا۔

- اسلام آباد میں ایک قومی کانفرنس برائے زمینی حقوق منعقد کی گئی جس میں ملک بھر سے دانشور، سیاستدان، صحافی، سماجی و سیاسی کارکنان، مزدور رہنماؤں، عورتوں کے حقوق کے لیے کام کرنے والی تنظیموں سمیت کئی قومی اداروں اور سول سوسائٹی کے ممبران نے شرکت کی۔

- دورہ گلگت کے دوران مقامی کسانوں سے ملاقات کرکے انہیں پی کے ایم ٹی سے متعارف کروایا گیا اور وہاں کے کسانوں اور مقامی تنظیموں کے ساتھ تبادلہ خیال کیا گیا۔

- پی کے ایم ٹی صوبہ سندھ کا پانچواں سالانہ اجلاس 14 مئی کو گھوٹکی میں ''بول کہ لب آزاد ہیں تیرے: پی کے ایم ٹی کے دس سال، خوراک کی خودمختاری کی جدوجہد'' کے عنوان سے منعقد کیا گیا۔

- پی کے ایم ٹی صوبہ خیبر پختونخوا کا پانچواں سالانہ اجلاس 16 جولائی کو لوئر دیر میں ''بول کہ لب آزاد ہیں تیرے: پی کے ایم ٹی کے دس سال، خوراک کی خودمختاری کی جدوجہد'' کے عنوان سے منعقد کیا گیا۔

- سندھ کے چھ اضلاع کی نو تحصیلوں ، پنجاب کے چار اضلاع کی پانچ تحصیلوں اور خیبر پختونخوا کے چار اضلاع کی چھ تحصیلوں میں ممبر سازی مہم چلائی گئی۔

- آگہی پروگرام برائے پائیدار زراعت (ساؤ) کے تحت صوبہ سندھ کے پانچ اضلاع، پنجاب کے چار اضلاع اور خیبر پختونخوا کے چار اضلاع میں پروگرام منعقد کیے گئے۔ سندھ میں ضلع گھوٹکی، پنجاب میں ضلع ملتان اور خیبر پختونخوا میں ضلع دیر اور ہری پور میں عورتوں کے ساتھ بھی آگاہی پروگرام منعقد کیے گئے۔

- صوبہ سندھ، کے پی کے اور پنجاب میں پہلا پولیٹکل ایجوکیشن پروگرام (پیپ) منعقد کیا گیا۔ نئے شرکاء کے ساتھ پنجاب میں ہی پہلا پیپ دوبارہ منعقد کیا گیا۔

- پی کے ایم ٹی ضلع ٹنڈو محمد خان اور بدین کے کسانوں نے ملتان میں روٹس کے تجرباتی کھیت کا دورہ کیا۔

- پی کے ایم ٹی کے منتخب کسانوں نے سری لنکا اور نیپال کا معلوماتی دورہ کیا۔

- پی کے ایم ٹی کی دس سالہ تقریبات کمیٹی کا اجلاس منعقد کیا گیا۔

- پی کے ایم ٹی کی آئین ترمیمی کمیٹی کا اجلاس منعقد کیا گیا جس نے 16، 17 جون کو اجلاس کے بعد اپنی سفارشات مرکزی کور گروپ کو پیش کیں۔

- پی کے ایم ٹی بیج منتقلی کمیٹی اور ضلع میں مشترکہ سیڈ بینک کا قیام۔

- ضلعی سطح پر کمیٹی سیڈ بینک کی نگرانی۔

- 29 مارچ کو بے زمین کسانوں کے عالمی دن کی مناسبت سے کسانوں کی بیدخلی اور زمینی قبضے کے خلاف پشاور پریس کلب میں پی کے ایم ٹی کی پریس کانفرنس۔

- صوبہ سندھ میں چھوٹے اور بے زمین کسانوں کو باردانے کی عدم فراہمی کے خلاف 28 اپریل کوگھوٹکی پریس کلب پر احتجاجی مظاہرہ کیا گیا۔

- 8 مارچ کو عورتوں کا عالمی دن ''عورتوں کے حقوق کی جنگ: پی کے ایم ٹی کے سنگ'' کے عنوان سے بستی غریب آباد، لاڑ، ملتان میں منایا گیا۔

- پی کے ایم ٹی نیشنل کور گروپ کے اجلاس لاہور، پشاور اور اسلام آباد میں منعقد کیے گئے۔

- پی کے ایم ٹی سندھ کے صوبائی کور گروپ کے اجلاس خیر پور، گھوٹکی اور کراچی میں منعقد کیے گئے۔

- پی کے ایم ٹی پنجاب کے صوبائی کور گروپ کے دو اجلاس ملتان اور ایک اجلاس اسلام آباد میں منعقد کیا گیا۔

- پی کے ایم ٹی خیبر پختونخوا کے صوبائی کور گروپ کے دو اجلاس حطار، ہری پور میں منعقد کیے گئے۔

- پی کے ایم ٹی کی جانب سے روایتی دیسی بیجوں کو پائیدار طریقوں پر محفوظ کرنے اور ان کی کاشت کو فروغ دینے کا سلسلہ جاری رکھتے ہوئے صوبہ سندھ میں 15، صوبہ پنجاب میں 11 جبکہ خیبر پختونخوا میں ایک بیج بینک قائم کیا گیا۔

- پی کے ایم ٹی نے لاہور ہائیکورٹ میں پلانٹ بریڈرز رائٹ ایکٹ اور بیج کے ترمیمی قانون 2015 کے خلاف مقدمہ دائر کیا ہوا ہے جو زیر سماعت ہے۔

پی کے ایم ٹی خبروں میں

ANJAM

روزنامہ انجام

باردانہ کی عدم فراہمی کیخلاف کسانوں کا احتجاج

The Largest Circulated Sindhi Daily of Pakistan

روزانہ کاوش

آبادگارن جا باردانی لاءِ مظاهرا، لاڙڪاڻي جي عدالت ۾ پٽيشن داخل

Daily KHABRAIN

روزنامہ خبریں پشاور

زراعت میں نہ صرف ملکی خودمختاری بلکہ غذائی تحفظ، غربت کے خاتمے کی ضمانت ہے، الطاف حسین

THURSDAY, MARCH 30, 2017

The Nation

Farmers protest 'land grabbing' policies

OUR STAFF REPORTER
PESHAWAR

Leaders of Pakistan Mazdoor Kissan Tehreek (PMKT) on Wednesday demanded an end to land grabbing policies, and equitable distribution of land among farmers to eradicate hunger, reduce poverty and ensure food security in the country.

Speaking at a press conference at Peshawar Press Club, PKMT National Coordinator Altaf Hussain said the neoliberal policies were the major reason for evicting small and landless farmers in the country.

He criticised the pro-investment policies of successive governments that were being promoted to implement various development projects and economic zones including the multi-billion dollar China-Pakistan Economic Corridor project.

Hussain said the projects were leading to an increased number of cases of land grabbing, including those happening in Hattar, Haripur district of Khyber-Pakhtunkhwa. He informed that the Day of the Landless was marked by the PKMT and Roots for Equity in collaboration with the Asian Peasant Coalition and other organisations, which acknowledged the struggle of farmers across the world.

They were forcibly evicted from their land, which must be stopped immediately, he added.

He said that the grabbed land has been given to investors and foreign corporations.

He further viewed that the profit driven agenda to develop free economic zones, highways and various infrastructure developement projects, will intensify hunger and poverty in the country. He pointed out that farmers were already facing hardships and the pro-investment policies would further push them toward loss of livelihood, hunger and impoverishment.

The PMKT Provincial Coordinator Fayaz Ahmed rejected the Khyber-Pakhtunkhwa government's notification for acquiring 1,000 acre agriculture land in Hattar and Haripur.

He revealed that a previous land grab in 2008 by the then provincial government of about 3,400 canals (435 acres) had forced the farmers to sell their land for which they received negligible compensation.

Moreover, he said the farmers are being evicted from their land, which will lead to their deprivation.

He said the policy would not only increase hunger and poverty in the province, but it would also have negative impacts on the national agriculture economy and food security.

Hussain said that the eviction of small farmers from their land was intolerable. He asked the government to immediately stop policies and take pragmatic measures to end land grabbing and ensure food security in the country.

اختتامی کلمات

دسویں سالانہ اجلاس کے اختتام پر پی کے ایم ٹی خیبر پختونخوا کے صوبائی رابطہ کار فیاض احمد نے ملک کے مختلف اضلاع سے شرکت کرنے والے پی کے ایم ٹی کے تمام ارکان، مقررین اور دیگر افراد کا شکریہ ادا کیا۔

پریس کانفرنس

دسویں سالانہ اجلاس کے بعد پی کے ایم ٹی اور روٹس فار ایکوٹی کی جانب سے 16 اکتوبر کو بھوک ک عالمی دن کی مناسبت سے ملک میں جاری زمینی قبضے، نیولبرل حکومتی پالیسیوں، کارپوریٹ زراعت اور ان عوامل کی وجہ سے ہونے والی موسمی تبدیلی کے چھوٹے اور بے زمین کسان مزدوروں پر پڑنے والےمنفی اثرات اور ان میں بڑھتی ہوئی بھوک، غذائی کمی اور غربت کے خلاف اسلام آباد پریس کلب پر ایک پریس کانفرنس بھی منعقد کی گئی۔

پاکستان کسان مزدور تحریک

دسواں سالانہ اجلاس، 16-15 اکتوبر، 2017

لوک ورثہ، اسلام آباد

پہلا دن: 15 اکتوبر، 2017

وقت	موضوع	مقررین	شعبہ / تعلق
07:30 - 09:00	رجسٹریشن		
09:00 - 09:15	افتتاحی کلمات	الطاف حسین	قومی رابطہ کار پی کے ایم ٹی
پہلا سیشن: خوراک کی خودمختاری: دیہی عورت کا کردار اور جدوجہد			
09:15 - 09:30	خوراک کی خودمختاری میں عورت کا کردار	عذرا طلعت سعید	روٹس فار ایکوٹی
09:30 - 09:45	دیہی عورت: پالیسی سازی اور عمل	سارہ زمان	شرکت گاہ
09:45 - 10:00	پاکستان میں معذور عورت کے مسائل	ابیہہ اکرم	نیشنل فورم آف وومن ویدھ ڈس ابیلٹیز
10:00 - 10:10	دیہی عورتوں کے مسائل اور ان کا ردعمل	پٹھانی	پی کے ایم ٹی ممبر
10:10 - 10:20	زرعی مزدور عورتوں کا استحصال: ایک جائزہ	شاہین	روشنی ترقیاتی تنظیم، گھوٹکی
10:20 - 10:45	سوال و جواب	مقررین	
10:45 - 11:15	چائے کا وقفہ		
11:15 - 11:45	ناٹک	سوجھلہ تھیٹر ٹیم	

دوسرا سیشن: خوراک کی خود مختاری کا حصول: مسائل اور جدوجہد کی منزلیں			
11:45 - 12:00	متوازن و صاف خوراک ہمارا حق: ہماری جدوجہد	طارق محمود	پی کے ایم ٹی ممبر
12:00 - 12:15	زراعت میں نوجوانوں کی عدم دلچسپی کے اسباب	نعمان	پی کے ایم ٹی ممبر
12:15 - 12:30	خوراک کی خود مختاری: بے زمین کسانوں کے مسائل	تبسم بھٹی	روٹس فار ایکوٹی
12:30 - 12:45	خوراک و زراعت: بین الاقوامی کمپنیوں کا کردار	ولی حیدر	سیکریٹری پی کے ایم ٹی
12:45 - 01:00	موجودہ پاکستانی زراعت: آئندہ کا لائحہ عمل	راجہ مجیب الرحمٰن	پی کے ایم ٹی ممبر
01:00 - 1:30	سوال و جواب	مقررین	
01:30 - 01:45	اختتامیہ/اعلانات	ظہور جوئیہ	پی کے ایم ٹی ممبر
01:45 - 03:00	طعام		
03:00 - 07:00	پی کے ایم ٹی میلہ		

پاکستان کسان مزدور تحریک

دسواں سالانہ اجلاس، 16-15 اکتوبر، 2017

لوک ورثہ، اسلام آباد

دوسرا دن: 16 اکتوبر، 2017

وقت	موضوع	مقرر	شعبہ/تعلق
08:30 - 09:00	پی کے ایم ٹی سالانہ رپورٹ	الطاف حسین	قومی رابطہ کار، پی کے ایم ٹی
09:00 - 11:00	پی کے ایم ٹی آئین میں ترمیمات اور منظوری	آئین کمیٹی	پی کے ایم ٹی
11:00 - 11:30	چائے کا وقفہ		
11:30 - 02:00	پی کے ایم ٹی آئین میں ترمیمات اور منظوری	آئین کمیٹی	پی کے ایم ٹی
02:00	طعام		

نوٹ: نامزد شرکاء اور ممبران پریس کانفرنس کے لیے اسلام آباد پریس کلب روانہ ہونگے۔

پاکستان کسان مزدور تحریک

دسواں سالانہ اجلاس، 16-15 اکتوبر، 2017

لوک ورثہ، اسلام آباد

پی کے ایم ٹی میلہ

وقت	موضوع	مقرر / فنکار
3:00 - 3:10	خوش آمدید اور تعارف	الطاف حسین
3:10 - 3:30	تقریب رونمائی	موجودہ اور سابق عہدیداران و سینیئر ممبران
3:30 - 3:50	ناٹک	خیر پور
3:50 - 4:00	رباب	صوبہ خیبر پختونخوا
4:00 - 4:10	لوک رقص (جھومر)	صوبہ پنجاب
4:10 - 4:20	لوک رقص (ہو جمالو)	صوبہ سندھ
4:20 - 4:40	ناٹک (عورتیں)	ٹنڈو محمد خان
4:40 - 4:50	لوک گیت	کالے خان، ہری پور، صوبہ خیبر پختونخوا
4:50 - 5:00	لوک گیت	سلیم، ملتان، صوبہ پنجاب
5:00 - 5:10	لوک گیت	سرور، گھوٹکی، صوبہ سندھ
5:10 - 5:20	بانسری	چاچا کریم بخش، خیر پور، صوبہ سندھ
5:20 - 6:00	بیج بچاؤ خود مختاری پاؤ	نامزد عہدیداران و ممبران
6:00 - 6:15	بیج بینک: کمپنیوں کے خلاف ایک ہتھیار	بختیار زیب
6:15 - 6:45	ناٹک	سوجھلہ برائے سماجی تبدیلی
6:45 - 7:00	اختتامی کلمات اور شکریہ	علی نواز جلبانی

ضمیمہ نمبر 2 مقررین کا مختصر تعارف

نمبر	مقررین	تعارف
1	الطاف حسین	قومی رابطہ کار پی کے ایم ٹی
2	عذرا طلعت سعید	روٹس فار ایکوٹی
3	سارہ زمان	شرکت گاہ
4	ابیہہ اکرم	نیشنل فورم آف وومن ویدھ ڈس ایبلیٹیز
5	پٹھانی	پی کے ایم ٹی ممبر
6	شاہین	روشنی ترقیاتی تنظیم، گھوٹکی
7	طارق محمود	پی کے ایم ٹی ممبر
8	نعمان	پی کے ایم ٹی ممبر
9	تبسم بھٹی	روٹس فار ایکوٹی
10	ولی حیدر	سیکریٹری پی کے ایم ٹی
11	راجہ مجیب الرحمٰن	پی کے ایم ٹی ممبر
12	ظہور جوئیہ	پی کے ایم ٹی ممبر

روٹس فار ایکوٹی (Roots for Equity)
نے میزیریور کے تعاون سے شائع کیا ہے۔
اے۔1، فرسٹ فلور، بلاک 2، گلشن اقبال، کراچی
فون : 00922134813320 فیکس: 00922134813321
بلاگ: rootsforequity.noblogs.org